یا حسینؑ ابن علیؑ اب مجھے رفعت دیجئے

(۲)

یا حسینؑ ابن علی اب مجھے رفعت دیجئے — نہ زوال آئے کبھی جسپہ وہ دولت دیجئے
میرے نانا کیطرح مجھکو بھی شہرت دیجئے — کریں تعظیم فرشتے بھی وہ عزت دیجئے
نام مداحوں میں حضرت کے جو میرا ہو جائے
مجھ سے ناچیز کو معراج کا رتبہ ہو جائے

عہد طفلی سے مجھے آپ کی مدحت سے ہے ذوق — مجالس پڑھنے کا ہمیشہ سے ہے شوق
خوب آگاہ ہوں اغیار کو مجھ پر نہیں فوق — میری گردن میں بھی حضرت کی غلامی کا ہے طوق
نہیں اپکے یہ شرف ہیں مرے آبائی ہیں
پشتہا پشت سے سب آپکے شیدائی ہیں

میں بھی اک اُن میں سے ادنا سا ہوں ذاکر آقا — مدح گوئی سے نہ ہوں گا کبھی قاصر آقا
کام آئے تو مری جان ہے حاضر آقا — چاہتا ہوں کہ کریں معجزہ ظاہر آقا
مجھ سے جاہل کو بھی ہم رتبۂ حساں کر دیں
نظم کے ملک کا اعجاز سے سلطاں کر دیں

ہوں جو حاصل یہ شرف آپکے صدقہ میں تمام — یوں کروں مدح کہ ہیں آپ زمانہ کے امام
صابر و طابع احکام خدائے علام — مطمئن نفس شہید وہ حق شاہ انام
شوق سے تیغ و تبر بھوک میں کھانیوالے
نار سے اُمت عاصی کو بچانے والے

آپکا مرتبہ ہے سارے رسولوں سے سوا — جز محمدؐ کے وہ ہیں آپکے جدِ اے آقا
ہیں امام آپ کے بھائی حسنِ سبز قبا — الہ اللہ ہوا حق سے عطا یہ رتبا
کیوں نہ ہو جائے سوا مرتبہ و شانِ بہشت
آپ دو بھائی ہیں سردارِ جوانانِ بہشت

آپ کی والدہ ہیں بنت رسول اکرم — فاطمہ عابدہ معصومہ علی کی ہمدم
طاہرہ راضیہ و سیدہ فخر مریم — جنکو حق نے کیا سردار زنانِ عالم
ناز کرتے تھے ملک رحمت ربانی پر
فخر تھا ان کے عوض آسیہ گردانی پر

آپکے والد ماجد کی ثنا ہو کیونکر — کہ وہ ہیں طالع فرمان خدائے برتر
حامی دین نبی قاتل عمرو و عنتر — صاحب جود و کرم فاتح باب خیبر
جز علی کس نے جہاں میں یہ شرف پایا ہے
لا فتیٰ اونکے سوا کسکے لئے آیا ہے

یا حسین ابن علی آپکے جو ہیں ا حمد — جنکو فرماتا ہے محبوب وہ معبود احد
کیا بیاں کر سکے کوئی کہ شرف ہیں بیحد — روز محشر کریں گے امتِ عاصی کی مدد
ہر نبی حشر میں اپنے لئے مضطر ہوگا
اُمتی اُمتی اک اُن کی زباں پر ہوگا

ان کو خالق نے رسولوں میں کیا صاحب تاج — اونکے آنے سے مٹا کفر و ضلالت کا رواج
رحمت حق پئے عالم ہوئے پایا وہ مزاج — قابِ قوسین کا رتبہ مِلا پائی معراج
بعد جنکے جو نبوت سے سرافراز ہوئے
جو کسیکے نہ ہوئے ان کے وہ اعزاز ہوئے

ابن عباس سے اب یوں ہے روایت میں رقم — آئے جبرائیل امیں پیش رسول اکرم
کہا حضرت سے کہ کہتا ہے خدائے عالم — رسولِ دوسرا کی دید کے مشتاق ہیں ہم
خوب ہوں راز و نیاز آج کہ خلوت ہوگی
آؤ دم بھر کو بڑے لطف کی صحبت ہوگی

سنکے یہ مژدۂ جاں بخش رسول ممتاز — خوش و مسرور اٹھے شکر کی پڑھنے کو نماز
اب جو دیکھا تو ہوا منکشف ان پر یہ راز — کہ ہے منظورِ خدا کو مرا بیحد اعزاز
بہر تعظیم ہیں خم اہل فلک آئے ہیں
میرے لینے کو براق آج ملک لائے ہیں

ہاں غلامانِ محمد نہ ہو خاموش ذرا — ہو سوا جوش جو سب ملکے کہو صل علی
اے زہے مرتبۂ حضرت محبوب خدا — کیا خالق نے طلب جھوم کے تم دو یہ صدا
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

لو ہوئے زیب براق آپ زہے عز و شرف — وہ جلو میں نظر آتے ہیں ملک صف در صف
آکے جبریل نے تھامی وہ رکاب ایکطرف — وہ ہوا تیز براق آپکا مثل رفرف
باگ اٹھی اور نہ اشارہ سے لئے مہمیز کیا
خود بخود جوشش مسرت نے اوسے تیز کیا

کیا ہو تعریف براقِ نبوی مجھ سے بھلا قدرت حق کا نمونہ ہے یہ از سر تا پا
مثل معشوق خوش اندام ہے قد بوٹا سا نہ تو کوتاہ بہت ہے نہ بہت ہے بالا
سر بھی پایا ہے حسیں قامت دلجو کی طرح
بال ہے دونوں طرف حور کے گیسو کی طرح

جس سے شرمندہ ہو خورشید وہ پیشانی ہے بڑھ کے کچھ نیر تاباں سے بھی نورانی ہے
اسکا ابرو بھی ہر اک تیغ سفاہانی ہے دیکھ کر آئینۂ رخ مجھے حیرانی ہے
تاب کس میں ہے نظر بھر کے جو نقشہ دیکھے
جان دینے لگے ان پر جو فرشتہ دیکھے

اسکی انکھوں کو کہے کوئی جو چشم آہو کہوں تشبیہ غلط ہے نہیں نسبت سر مو
مہر کے سامنے چمکیگا نہ ہرگز جگنو ہیزم خشک میں عنبر کی کہاں ہے خوشبو
چشم آہو کا نہ اب دلمیں خیال آنے دو
یہ مئے معرفت حق کے ہیں پیمانے دو

روئے زیبا ہے کہیں حور سے بہتر اوسکا کیوں نہ ہو گلشن فردوس میں ہے گھر اوسکا
کہ کوئی مرغ بہشتی نہیں ہمسر اوسکا حکم معبود سے راکب ہے پیمبر اوسکا
آج جو کچھ ہے یہی امر خدا جب ہو گا
حشر کے روز بھی احمد کا یہ مرکب ہوگا

اسکی تعریف کروں میں یہ بھلا کب ہے مجال ماہ میں تارا نظر آتا ہے رخ پر نہیں خال
حوریں لیتی ہیں بلائیں کہ ہے معشوق کی چال نقش پا چوم رہے ہیں یہ فرشتوں کا ہے حال
کیوں نہ ہو آج بڑا اس نے شرف پایا ہے
حق کے محبوب کے لینے کیلئے آیا ہے

یہ حسیں وہ ہے کہ پریاں بھی ہیں اسکی مشتاق ناز و انداز کی رفتار دکھانے میں ہے طاق
ہے کہیں اوسے سوا تیز روی میں مشتاق برق سے اس میں زیادہ ہے یہ ہے یہ براق
پشت پر جبکہ محمدؐ کو بٹھایا اس نے
الف اللہ کا انعام میں پایا اس نے

تیز ایسا نہ ہوا پائے قدم کی کبھی گرد ناز و انداز دکھاتے ہوئے چلنے میں ہے فرد
وہ حسیں دیکھ کے ہر ایک کے دلمیں ہو درد گو ہیں بے نفس ملک بھرنے لگیں آہیں سرد
وہ طرحدار ہے سب ہوں ابھی مائل دے دیں
یہ اگر مانگے تو حوریں بھی اسے دل دے دیں

ہاں غلامانِ محمد نہ رہو اب خاموش ہالِ معراج بیاں کر رہا ہے اک ہمدوش
تم بھی مستِ مئے الفت ہو سوا چاہیئے جوش دمبدم فرض ہے صلواۃ کے نعروں کا خروش
دل میں ہے عشق کی مئے رحمت باری دیکھو
خوب پی لو تو محمد کی سواری دیکھو

دھوم تھی آمد محبوب خدا کی جو سوا پھر پابوس فلک پر تھے ملک سب یکجا
ایک سے ایک مسرت میں یہی کہتا تھا ایسے زہے مرحمت و رحمت رب دوسرا
آج بر آئے گی امید دلی دیکھیں گے
رخ محبوب خدائے ازلی دیکھیں گے

وہ اڑا لیکے براق آپ چلے سوئے فلک چرخ اول کو ملا رتبہ جھپکتے ہی پلک
بہر تعظیم محمد گرے سجدے میں ملک یک بیک آنے لگی خلد کے پھولوں کی مہک
یہاں بھی اٹھینگے نہ یہ صبر ہوا آنے لگی
شوق دیدار میں جنت کی ہوا آنے لگی

چرخ اول پہ جو شاہ صورت رحمت آئے صف بہ صف سارے فرشتے پئے بیعت آئے
چار جانب یہ ہوا شور کہ حضرت آئے دی صدا چرخ نے دینے مجھے زینت آئے
آپ کا نقش قدم سر کو مرے تاج ہوا
مرتبہ جو نہ ہوا تھا کبھی وہ آج ہوا

مومنو کچھ دل ناشاد ہوا اب مسرور پڑھو صلواۃ کہ کل رنج و الم دل سے ہوں دور
تم کو منظور ہے جو کچھ وہ مجھے ہے منظور حال محبوب خدا تم کو سناؤں گا ضرور
پہلے زخم دل ناشاد کو سیلوں تو پڑھوں
جام اک اور مئے عشق کا پیلوں تو پڑھوں

ساقیا میکش الفت کو نہ تڑپا جلد آ گھٹ گیا نشہ خمار آنکھوں میں آیا جلد آ
ہے لب گور یہ بیمار مسیحا جلد آ اب نہیں دیر کا ہنگام خدارا جلد آ
وہ پلا جام سوا عشق کا دم بھرنے لگوں
جوش میں حالت معراج رقم کرنے لگوں

دوسرے چرخ پہ القصہ گئے خیر انام وہاں بھی استادہ فرشتے تھے بہم بہر سلام
ان سے حضرت نے بصد خلق کئے چند کلام تیسرے چرخ پہ آئے نہ کیا وہاں بھی قیام
اک ذرا قصد کیا تھا کہ بہ سرعت پہونچے
چرخ چارم پہ بصد جاہ و جلالت پہونچے

سیر کرتا ہوا القصہ رسول دوسرا چرخ ہفتم پہ جو باجاہ و جلالت پہونچا
ہر ملک کو پئے تسلیم مہیا پایا کیوں نہ ایسا ہو شرف آپ ہیں محبوب خدا
کب فقط فوج ملائک پئے بیعت آئی
پیشوائی کو خود اللہ کی رحمت آئی

ہے روایات صحیحہ میں یہ مضمون لکھا گئے جس چرخ پہ معراج میں محبوب خدا
مرتفع قصر وہاں ایک طلا کا پایا پاسباں دو تھے ملک اون سے جو دریافت کیا
عرض کی آپ پہ سو جان سے قرباں ہم ہیں
یہ علی کا ہے مکاں اور نگہباں ہم ہیں

آئی جبریل کو معبود کی آواز اک بار میرے محبوب کو فردوس کی دکھلاؤ بہار
منتظر در پہ ہے رضواں کہ کرے پھول نثار وجد میں کھیلتے ہیں گل جھوم رہے ہیں اشجار
حور و غلماں جو ہیں موجود اطاعت کیلئے
شاخیں بھی ہاتھوں کو پھیلائے ہیں بیعت کیلئے

آمد آمد کی ہر اک خلد میں شہرت ہے بہت دید کی نرگس بیمار کو حسرت ہے بہت
سرخ ہیں پھولوں کے منھ جوش مسرت ہے بہت میرے محبوب سے ان سب کو محبت ہے بہت
ہر شجر جھومتا ہے عشق میں متوالا ہے
چشم مشتاق کے مانند ہر اک تھالا ہے

دمبدم دوڑتی ہے چار طرف باد صبا لی خبر اس کی بھی کہ اوسے ہشیار کیا
گو کسی طرح کا گلشن میں نہیں تھا کھٹکا اس نے پر دیکھ لیا باغ کا پتا پتا
گو کہ گلزار میں کچھ دخل نہ تھا خار نہ نکا
وہ کیا اوسنے طریقہ جو ہے ہشیار و نکا

شوق دیدار میں یہ بڑھ گئی ہے گھبراہٹ کسی جانب سے ہوئی کچھ جو ذرا بھی آہٹ
دفعتاً سبزۂ خوابیدہ نے بدلی کروٹ گل کھلے اور چٹکنے لگے غنچے جھٹ پٹ
غل ہوا چاروں طرف رحمت باری آئی
الحمد محمد کی سواری آئی

سوئے در دیکھتا ہے سر کو اٹھائے ہوئے سر متلاطم ہے یہ بیتاب ہے آب کوثر
اشک بھر لائے ہیں آنکھوں میں خوشی کے گلتر شوق دیدار میں طوبی کی ہیں شاخیں گھر گھر
واہ کیا دل کی تڑپ رہتی ہے پوشیدہ بھی
کروٹیں لے رہا ہے سبزۂ خوابیدہ بھی

بلبلیں بیتاب ہیں پھیلی ہیں درختوں پہ تمام — سب ہیں بشاش ذرا رنج و الم کا نہیں نام
شور ہے آتا ہے پیغمبرِ دینِ اسلام — بھرے جاتے ہیں مئے کوثر و تسنیم سے جام
دمبدم دید کا جو شوق سوا پاتی ہے
تا بہ در بادِ صبا جاتی ہے اور آتی ہے

سن کے یہ حکم خدا حضرت جبریل امیں — لینے حضرت کو چلے جانب فردوس بریں
بھائیوں پڑھتا ہوں ٹھہرو مجھے کچھ عذر نہیں — پی تو لینے دو ذرا نشہ نہ گھٹ جائے کہیں
اپنے ساقی سے عشق کا ساغر لے لوں
کیسا ساغر میں ابھی چاہوں تو کوثر لے لوں

لیجئے پی چکا سرشار ہوا ہوش آیا — اٹھ کے میخانہ سے ساقی کے یہ مینوش آیا
سب گنہ دھو گئے صد شکر یک دوش آیا — کچھ پڑھوں حال بہشت اب یہ مجھے جوش آیا
پی مئے حب علی خوب تو ہشیار ہوا
مدحت احمد مختار پہ تیار ہوا

آیا دروازۂ جنت پہ جو وہ عاشق رب — آیا بیعت کیلئے سامنے رضواں باادب
اس سعادت سے سرافراز فرشتے ہوئے سب — آپ کی دید ہوئی ایسی مسرت کا سبب
حلقۂ در کو ہوا صفحہ سے ٹکرانے لگی
یا علیؑ یا علیؑ اک بار صدا آنے لگی

سرخ یاقوت کا وہ حلقۂ پر ضو پہ در — دیکھنے سے جسے ہو قلب پہ فرحت کا اثر
اس کی گردش پہ تصدق نہ ہوں کیوں شمس و قمر — غیر ممکن ہے کہ دم بھر کبھی ٹھہر جائے نظر
اوسکی تعریف کرے کسمیں بھلا طاقت ہے
بس یہ کافی ہے کہ معبود کی اک صنعت ہے

داخل خلد بریں آپ ہوئے قصل علا — جسطرف دیکھا نظر آئی عجب شان خدا
خشت نقرہ ہے اگر ایک تو اک خشت طلا — دل نہ گھبرائے کسی وقت کچھ ایسی ہے فزا
ہے زمرد کی زمیں نور کی بازاریں ہیں
فرش سبزہ کا ہے یاقوت کی دیواریں ہیں

زعفراں خاک کہاں ہوتی ہے اس ملک میں صاف — سرد نہر و نمیں ہے پانی کہ جہاں گرم ہے برف
سونے چاندی کے سلیقہ سے ہیں ہر حوض بہ ظرف — جتنا جی چاہے پیو کہہ نہیں سکتا کوئی حرف
روک بالکل نہیں ہر بات میں آزادی ہے
رنج کا نام نہیں آٹھ پہر شادی ہے

سنگ ریزوں کیطرح سے ہیں وہاں مروارید　　ہر گھڑی عیش کی گر ہے تو ہر اک ساعت عید
بد کا وہاں کام نہیں دیکھو تو سب نیک سعید　　نور چہروں سے ٹپکتا ہے کہ ہیں سرخ و سفید
طفل کوئی نہ وہاں پیر نظر آتے ہیں
جتنے جاتے ہیں وہاں ہو کے جواں جاتے ہیں

ایک موتی نظر آیا کہ ہیں قصر اوسمیں ہزار　　اور ہر ایک میں اوتنے ہی ہیں غرفے و دار
اوسکی حالت کا جو حضرت نے کیا استفسار　　عرض کی بڑھکے یہ جبریل نے باخوش اطوار
کیا مخصوص خدا نے یہ ترے حب کیلئے
ہے محمد کے لئے آل محمد کے لئے

جب ہوا شور نبی آئے خدا کے پیارے　　گئے زینت کے ہر اک حور نے ساماں سارے
موجیں آنے لگیں کوثر میں خوشی کے مارے　　اسقدر جوش بڑھا چھٹنے لگے فوارے
جلوہ محبوب خدا کا جو نظر آتا تھا
ہر شجر جھومتا تھا مست ہوا جاتا تھا

جسطرف دیکھا نظر آگئی معبود کی شان　　ہے زمرد کی زمیں سبزہ پہ ہوتا ہے گماں
پتیاں سبز ہیں ایسی کہ وہ رب منان　　جنکو قرآں میں فرماتا ہے مدہامتان
گو ہمیشہ سے ہے بیمار شفا پا جائے
دیکھنے سے جسے نرگس کو بھی نیند آجائے

جسکو دیکھا کرے انساں وہ حسیں ایک اک حور　　مہر و مہ جیسے ہوں شرمندہ وہ چہرہ میں ہے نور
جسطرف دیکھ لیں وہ چھوٹ پڑے گی تا دور　　صاف ظاہر سے ہے ہر ایک کے باطن کا ظہور
ہے عیاں بات اگر کوئی دل میں اگر آتی ہے
سانس کی آمد و شد صاف نظر آتی ہے

پہنے ہوں بلے جو ستر وہ حسینان جناں　　جب کبھی ہو نور شعاع بدن ان سبکا عیاں
ماتھوں پر اختر تابندہ ہیں سجدوں کے نشاں　　شمع کی لو ہے دہن میں نہیں ایک اک کے زباں
دولت عشق کا ہر قلب جو گنجینہ ہے
بہر مومن جگر ایک ایک کا آئینہ ہے

نور ان سب میں ہے ایسا کہ نہ گر خود آئیں　　ایک گیسو کو فلک پر سے فقط لٹکا دیں
کثرت نور سے عالم کی ہوں خیرہ آنکھیں　　اور کچھ عرض کروں آپ جو صلواۃ پڑھیں
سامنے ان میں سے اک حور اگر آج آئے
نہ ضرورت مہر و خورشید کی کچھ رہ جائے

سیر کرتے ہوئے گلزار کی شاد و مسرور اور آگے جو بڑھے شاہ رسالت تا دور
دی خبر بڑھ کے ہوا نے کہ وہ آتے ہیں حضور آتش شوق بھڑکنے لگی پکے انگور
ہوا شاداب زیارت کا شرف پانے سے
مئے ٹپکنے کو ہے دم بھر میں ہر اک دانے سے

مئے دیدار جو پی ہے تو ہر اک ہے سرشار دمبدم لے رہے ہیں وجد میں جھونکے اشجار
یہ بڑھا نشہ کہ نرگس بھی نہیں اب ہشیار سرخ پھولوں کی رگیں ہیں تو ہوا یہ اظہار
اسقدر مست ہیں ہر وقت نشے جاتے ہیں
ڈورے معشوقوں کی آنکھوں میں نظر آتے ہیں

سیر کو آئے جو محبوب خدا خیر انام عرض پیرا ہوئے کھل کھل کے گل سرخ تمام
باغ فردوس بریں میں بھی ہوتی نہیں شام طعن آمیز جو یہ سب کے سنے اس نے کلام
دی صدا ہنسکے یہ سوسن نے کہ سچ کہتی ہوں
ہیں یہاں بھی کسی جھاڑی میں چھپی رہتی ہوں

باغ میں آج ہے محبوب خدا کا جو ورود بلبلیں کرتی ہیں شکر کرم رب ودود
بدلی پھولوں نے بھی پوشاک ہے روز مسعود آتی ہے غنچے چٹکنے میں بھی آواز درود
دمبدم آکے صبا پتوں سے ٹکراتی ہے
للہ الحمد درختوں سے صدا آتی ہے

ہے زباں شک نہیں ہر موجۂ آب کوثر مدحت احمد مختار سے ہر وقت ہے تر
شکر کے کاف کا مرکز نظر آتا ہے مگر صاف ظاہر ہو کریں غور اگر اہل نظر
موجیں ہر مرتبہ جو ہاتھ بڑھا دیتی ہیں
رخ محبوب خدا کی یہ بلا لیتی ہیں

ہے عجب وقت عجب لطف نہ ہے صبح نہ شام مہر تاباں نظر آتا ہے نہ ہے ماہ تمام
وہ سماں ہے کہ ہر اک روح کو آئے آرام رکھے ہیں حوض پہ کوثر کے چھلکتے ہوئے جام
حکم کی دیر ہے خدمت پہ سب آمادہ ہیں
باادب اک طرف حوریں بھی استادہ ہیں

ساقیا آگیا کوثر پہ وہ خالق کا حبیب کوئی تاخیر نہیں جام چلے اب ہے قریب
ڈر ہے کانٹے کا نہ کچھ اور نہ کچھ خوف رقیب چاہتے ہیں کہ کھلے آج ہمارا بھی نصیب
گر ذرا بھی ہوا شارا ترا ساغر مل جائے
آج تھوڑی سی ہمیں بھی مئے کوثر مل جائے

واسطہ احمدؐ مرسل کا پلا دے ساقی   جام پر جام عطا کر کے جلا دے ساقی
کیف کم کو دلِ روشن میں نہ جا دے ساقی   نشہ دونا ہو مئے عشق ملا دے ساقی

رحم میخوار پہ کر لطف زیادہ کر دے
مئے کوثر کو بھی تو عشق کا بادہ کر دے

تو اگر جام عطا کر مجھے دولت ملجائے   ہوں اگر نشہ میں سرشار تو جنت ملجائے
تو جو مداح بنا لے مجھے عزت ملجائے   تجھ سا ممدوح ملا کیوں نہ کرامت ملجائے

بہر تفریح تصور میں چلا جاتا ہوں
جیتے جی گلشنِ جنت کی ہوا کھاتا ہوں

گو گنہگار ہوں پر نار سے مطلب مجھے کیا   مستحق گلشنِ جنت کا نہ کیونکر ہوں بھلا
مجھ پہ ساقی کی محبت کا اثر ہے ایسا   دمبدم جوش جو بڑھتا ہے یہ دیتا ہوں صدا

اپنا میخوار کسی طرح بنا لے مجھ کو
جام مئے ایک محبت سے پلا دے مجھ کو

ساقیا تیری ثنا کر سکے کس طرح بھلا   مرتبے سے ترے آگاہ نہیں کوئی ذرا
چرخ پنجم پہ تجھے جب حضرت محبوب خدا   ہوئی حیرت کہ یہاں بھی ترا جلوہ دیکھا

کہا جبریل نے حیرت کا یہ ہنگام نہیں
ہے یہ مشکل علیؑ حق کا وہ ضرغام نہیں

تجھ کو دکھلایا ترے عشق کی مئے نے یہ اثر   نشہ بڑھنے سے ہوئی میری وسیع ایسی نظر
صاف آغاز سے انجام کی پاتا ہوں خبر   اپنی تقدیر کا پہچان لیا ہے اختر

تجھ پہ تہ دوں سند خلد بریں پائی ہے
جبکی والنجم سے خالق نے قسم کھائی ہے

جلد دے جلد مئی حب پیمبر ساقی   لے دیدار بہت قلب ہے مضطر ساقی
پھر کر دوں سیر بہشت آج مکرر ساقی   وہ ٹہلتے ہیں محمدؐ لب کوثر ساقی

بارگاہ احدیت میں طلب ہے ساقی
تو ہے آگاہ یہ معراج کی شب ہے ساقی

ہے شب قدر ملی دن یہ فضیلت اسکو   ہے وہ پر نور نہیں چاند کی حاجت اسکو
ملی گی مہر محمدؐ سے یہ عزت اس کو   چار سو گھیرے ہے اللہ کی رحمت اسکو

صبح جنت سے بھی پر لطف سوارات یہ ہے
مختصر یہ ہے شب وصل و ملاقات یہ ہے

چھٹے سیر سے فارغ ہوئے سرورِ آئے   ساتھ جبریل کے فردوس کے زیر آئے
خوش و مسرور بصد شوق پیمبر آئے   پر نہ آدم کی طرح خلد سے باہر آئے
نکلے جنت سے جو آدم تو زمیں پر پہونچے
اور محبوب خدا عرش بریں پر پہونچے

ہے روایات صحیحہ میں یہ مضمون ارقام   پہونچا صدرہ پہ جو پیغمبر دینِ اسلام
عرض کی حضرت جبریل نے یا خیر انام   میری عزت ہو جو فرمایئے دم بھر کو قیام
پایا صدرہ نے شرف شاہ رسالت ٹھہرے
دو گھڑی خاطر جبریل سے حضرت ٹھہرے

کر کے تجدید وضو وہاں بھی پڑھی شہ نے نماز   ہوئے فارغ جو عبادت سے شہنشاہ حجاز
عرض جبریل نے کی میرا بڑھایا اعزاز   کی وہاں سے بھی براق نبوی نے پرواز
دل ہوا شاد محمد کا بہ در اور بڑھا
رحمت حق جو زیادہ ہوئی نور اور بڑھا

عرض کی بڑھ کے یہ جبریل نے اے عرش جناب   اب ہوں مجبور یہاں تک رہا ہمراہ رکاب
اب قدم آگے بڑھاؤں یہ نہیں ہے مجھے تاب   جسم تھراتا ہے اس درجہ ہے کچھ خوف عتاب
گر بڑھوں موت کے سامان نظر آتے ہیں
بال و پر برق تجلا سے جلے جاتے ہیں

کہا حضرت نے اخی شرط محبت یہ نہیں   کہا جبریل نے آگے بڑھوں ہمت یہ نہیں
کیا ارشاد نبی نے کہ مروت یہ نہیں   عرض جبریل نے کی کیا کروں جرأت یہ نہیں
کہا تم چھوڑتے ہو ساتھ ذرا دھیان رہے
کہا جبریل نے اللہ نگہبان رہے

الغرض چھوڑ دی جبرائیل امیں نے جو رکاب   اور آگے بڑھا وہ عاشق رب الارب
عرض مرکب نے بھی کی طے ہوئے ستر جو حجاب   یا نبی آگے بڑھاؤں جو قدم میں نہیں تاب
ہوں جدا قدموں سے میں بھی جو اجازت دیجے
جلد محبوب خدا اب مجھے رخصت دیجئے

ہوا رخصت جو براق آپ سے باصد عجلت   آئی لینے کے لئے آپ خدا کی رحمت
قابل دید تھی اس وقت نبی کی صورت   گرد انوار خدا بیچ میں خود باشوکت
وجد ایسا تھا درود اہل فلک پڑھتے تھے
دمبدم جوش میں صلوات ملک پڑھتے تھے

اے شدید آپکو معلوم بھی ہے کچھ کہ نہیں   اک قدم بڑھنے سے لرزاں ہوئے جبریل امیں
توسن فکر رسا آگے نہ بڑھ جائے کہیں   جا ادب کی ہے کہ محبوب خدا سے ہے قریب
آرزو دل میں کسی کے کوئی کب باقی ہے
دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ اب باقی ہے

ساقیا وقت ہے ہاں جام پلا جوش بڑھے   میکشوں کا بھی چلے کام پلا جوش بڑھے
دمبدم لبوں میں ترا نام پلا جوش بڑھے   ہو سوا قوت اسلام پلا جوش بڑھے
نہ تجھے یاد خدا کوئی رہے کام تجھے
حق کے محبوب کی الفت کا پلا جام مجھے

کچھ عجب لطف سے معراج میں ساماں ہے عجیب   ایک پردے کے سوا کوئی نہ مانع نہ رقیب
کرتے ہیں ذکر ترا بڑے لطف سے محبوب حبیب   کرکے اسرار محبت سے بلایا ہے قریب
کبھی ساقی ہے خدا اور نبی پیتا ہے
گہہ مئے عشق خدا کے ازلی پیتا ہے

واعظا اب جو کہے گا نہ پیئے کوئی شراب   میں کہونگا کہ نہ پینے میں ہے اس مئے کے عذاب
بے پئے اس کے نمازوں کا نہیں کوئی ثواب   اسقدر چاہیئے پینا کہ نہ ہو جسکا حساب
مئے دنیا یہ نہیں جسکو شقی پیتے ہیں
اسے پیتا ہے خدا اور نبی پیتے ہیں

ہو کہاں ساقی کوثر مئے الفت دیدو   ہو شرف میرے لئے گر یہ محبت دیدو
گر عطا جام کرو ایک تو دولت دیدو   منے مجھے بھی شب معراج کی صورت دیدو
ہاتھ جب نکلا تو پردہ نہ کوئی باقی تھا
نہ تمہارے سوا اس دن بھی کوئی ساقی تھا

بھائیو شوق ہے کچھ بادۂ کوثر لوگے   میں نے ساقی کو بلایا کوئی ساغر لوگے
جانتا ہوں کوئی دیگا تو نہ تم زر لوگے   پر مئے عشق سے پیمانۂ دل بھر لوگے
نعرے صلواۃ کے ہر بار ہوں مستوں کی طرح
بزم میں جھومتے ہو بادہ پرستوں کی طرح

شوق یہ ہے کہ ترے عشق کی مئے پی کر مروں   جیتے ہوں زندۂ جاوید وہ جو پی کے مروں
پی کے گو آیا تھا یہ شرط یہ ہے پی کے مروں   ساقیا تو ہی بتا جام ہیں کتنے پی کے مروں
پیئے جب اور کا خواہاں ہوں دوبارا دینا
عشق اماموں سے ہے ساغر مجھے بادا دینا

ساقیا ہے ترے میخوار کو بیماریٔ عشق　　عہد طفلی تھا کہ جو اسنے خریداریٔ عشق
مذہبی فرض سمجھتا ہے طلبگاریٔ عشق　　قید دوزخ سے بچائیگی گرفتاریٔ عشق
تیری الفت کے سبب سے یہ شرف پائیگا
بے خطر گلشن جنت میں چلا جائیگا

پینے والوں میں مئے عشق کے کامل ہوگئیں　　جسمیں جز عشق کوئی شئے نہیں وہ دل ہوگئیں
عہد طفلی سے اوسی حور پہ مائل ہوگئیں　　نہ سمجھنا کہ یہی حوصلہ سائل ہوگئیں
چند جاموں سے ہوسیری یہ ہے مشکل ساقی
خم کے خم منھ سے لگا دے تو بھرے دل ساقی

پیتے پیتے جو مئے عشق ہوا وقت اخیر　　ملک الموت بڑھے روح کو کرنے تسخیر
حدف زیست پہ پڑنے کو ہے اب مرگ کا تیر　　نزع میں شوق سما ہے تو یہی کی ہے تدبیر
پڑتی ہے ساغر بادہ پہ نظر سانس کے ساتھ
جی میں آتا ہے پیوں مئے تری ہر سانس کے ساتھ

غیر اس بادہ پرستی کا مزا کیا جانے　　بت کا بندہ جو ہو وہ شان خدا کیا جانے
جو سیاہ قلب ہے وہ قدر ضیا کیا جانے　　لطف کیا ملتا ہے اس مئے سے بھلا کیا جانے
وہ تو اوس بادہ کا عادی ہے جو بدمست کرے
یہ وہ ہے فوج معاصی کو سرِ الست کرے

اسکے پینے سے بگڑتا نہیں میکش کا مزاج　　کل جو تجھ بات تھی صدر شکر وہی بات ہے آج
پیکے یہ مئے ملا احمد کو شفاعت کا تاج　　اسکی عادت جو سوا ہوگئی پائی معراج
جو کسی کو نہ میسر ہوئی وہ بات ہوئی
نشہ اسکا تھا جو عرش پہ خالق سے ملاقات ہوئی